علامہ حریری اور مقامات حریری

تعارف وتجزیہ

مفتی محمد قاسم اوجھاری

ناشر:
اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

تفصیلات

نام کتاب: علامہ حریری اور مقامات حریری (تعارف وتجزیہ)
مرتب: محمد قاسم اوجھاری
صفحات: ۴۸
سن اشاعت: اپریل ۲۰۲۱ء شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ
ناشر: اسلامی مرکز تحقیق واشاعت، اوجھاری، ضلع امروہہ، یوپی، انڈیا

Published By:
islamic Research & Publication's Center
Ujhari, District Amroha, UP, India (244242)

Email: Qasimujhari1@gmail.com Qasimujhari@yahoo.com

Mobile: 9719452901

فہرست

مقدمہ

اللهم انا نحمدک علی ما علمت من البیان والهمت من التبیان، کما نحمدک علی ما اسبغت من العطاء واسبلت من الغطاء، ثم بالتوسل بمحمد سید البشر والشفیع المشفع فی المحشر، اللهم فصل علیه وعلی اله الهادین واصحابه الذین شادوا الدین واجعلنا لهدیه وهدیهم متبعین وانفعنا بمحبته ومحبتهم اجمعین، امابعد!

عربی زبان وادب کے ماہرین اوراساطین علم میں ایک نمایاں نام علامہ ابومحمد قاسم بن علی بصری کا ہے، جوحریری کے نام سے مشہور ہیں، جن کی پیدائش ۴۴۶ھ میں بصرہ کی قریبی بستی قصبہ مشان میں ہوئی، علامہ حریری کوبچپن ہی سے علم وادب سے فطری مناسبت اورتعلق تھا، اسی جذبے کے پیش نظرانہوں نے نوعمری میں علماء وادباء کی مجالس میں آنا جانا شروع کیا، اورعلماء وادباء وقت سے علوم وفنون کی تحصیل کی، آپ نے لغت ونحوکا خوب مطالعہ بھی کیا،حتی کہ آپ کوکچھ ہی دنوں میں فنی مہارت کےعلاوہ معاصرین ادباء پرزبردست فوقیت حاصل ہوئی، آپ انتہائی ذہین وفطین، نازک خیال،فصاحت وبلاغت میں یکتائے زمن، ماہرفن انشاء پرداز اورادیب تھے؛ علامہ حریری کی لغوی وادبی خدمات سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں، بڑے بڑےعلماء نے آپ کےعلم وفضل کااعتراف کیاہےاورکھلے الفاظ میں آپ کے ماہرفن ہونے کی گواہی دی ہے؛ سیرت نگاروں نے لکھاہے کہ حریری شکل وصورت کے اعتبار سے کوئی زیادہ حسین نہ تھے، بدصورت اور پستہ قد تھے،لیکن اللہ تعالی نے اس کے بدلے میں علم وادب، فصاحت وبلاغت، قادرالکلامی، لطافت،خوش مذاقی، بذلہ سنجی،عدل وانصاف اورفراخ دلی عطا

فرمائی تھی، اسی لئے آپ کی تحریریں اور قصص وحکایات آپ کی زیارت سے بہتر بتائے جاتے ہیں، آپ نے کئی ساری انوکھی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، جو اپنی معنویت، افادیت اور مخصوص انداز بیان کی بنا پر شہرہ آفاق ہیں۔

آپ کی ایک مشہور ومعروف اور قابل فخر تصنیف مقامات حریری ہے، جس میں آپ نے عربی زبان وادب کے قیمتی موتیوں کو بڑی خوبی اور کمال کے ساتھ ٹانکا ہے؛ اس کتاب کو دنیائے ادب میں بے پناہ شہرت ومقبولیت اور ادبی کتابوں پر اپنے اسلوب بیان، طرز نگارش، قافیہ بندی، جدت اور موضوع کے اعتبار سے خاص امتیاز حاصل ہے؛ اس کتاب میں حریری نے عبرتوں اور نصیحتوں پر مشتمل پچاس فرضی واقعے تحریر کئے ہیں، واقعے اگرچہ فرضی ہیں، لیکن ان میں بہت سی مفید باتیں، قیمتی نصیحتیں، سبق آموز عبرتیں، معاملات، رہن سہن کے طور وطریقے، بھائی چارہ اور پیار ومحبت کے رہنما اصول، کسب معاش کے راستے غرض بہت سے جواہرات اور قیمتی موتی ملتے ہیں، ساتھ ہی شیریں الفاظ، فصاحت وبلاغت کی درخشانیاں، اس کے موتی، ادب کے نمک پارے، نوادرات، شاندار کنایات، عربی مثالیں، ادبی لطیفے، نحوی پہیلیاں، لغوی مسائل، عمدہ تشبیہات واستعارات اور نو ایجاد مضامین دیکھنے کو ملتے ہیں، ادبی صنعتوں کے مظاہرے، تنوع، ندرت خیال، قافیہ بندی اور تعبیر آفرینی مزید چار چاند لگا دیتی ہے؛ انہی گونا گوں خوبیوں کی بنا پر یہ کتاب عربی زبان وادب کا ایک نادر سرمایہ ہے۔

مقامات حریری ہر زمانے میں علماء، فضلاء اور ادباء کی محور نظر اور مرجع التفات رہی ہے، دنیا کی بہت سی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے ہیں اور شروح وحواشی بھی لکھے گئے ہیں۔ علامہ حریری نے خود اپنے ہاتھ سے سات سو نسخے لکھے تھے اور وہ سب آپ کے سامنے پڑھے بھی گئے، طلبہ کی ایک بڑی تعداد نے آپ سے مقامات پڑھی اور اپنے اپنے علاقوں میں جا کر اس کی درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا؛ حریری کے زمانہ میں ہی اس کتاب کی شہرت اندلس تک جا پہنچی تھی، اس کتاب کا پہلا نسخہ جب بغداد پہنچا تو خوش نویس اس کی کتابت کرتے کرتے

تھک گئے، ہر علاقے کے علماء وادباء نے اس کو پڑھا اور داد تحسین دی، تمام عربی مدارس و جامعات نے اس کو اپنے نصاب تعلیم میں شامل کیا، اور تدریسا پڑھانے لگے، یہاں تک کہ اس کتاب کو اتنی زیادہ شہرت ومقبولیت ملی کہ محفلوں اور مجلسوں میں اس کے تذکرے ہونے لگے اور آج بھی اس کو ہر جگہ شہرت ومقبولیت حاصل ہے، مشرق ومغرب، برصغیر، عراق، شام، مصر، اسپین، انگلینڈ، فرانس اور جرمن وغیرہ میں بھی اس کی اہمیت مسلم ہے۔

برصغیر میں جب درس نظامی کی ابتدا ہوئی تو درس نظامی میں عربی زبان وادب کے مضمون کی تدریس کے لئے مقامات حریری کو جگہ دی گئی اور اس کی تدریس کا سلسلہ شروع ہوا، چنانچہ آج بھی برصغیر کے اکثر مدارس اور عرب کی بہت سی جامعات میں یہ کتاب نصاب تعلیم میں شامل ہے اور درسا پڑھائی جاتی ہے، بہت سی جامعات میں اس کو زبانی یاد کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

بعض لوگ مقامات حریری کے داخل نصاب ہونے پر اعتراض کرتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ مقامات کی زبان کا طرز اور سجع بندی کا پر تکلف کلام، عام گفتگو اور روزمرہ کے محاورے میں استعمال نہیں کیا جاسکتا، اس لئے یہ کتاب، زبان دانی کے لیے مفید نہیں ہے؛ ان کی اس بات میں شبہ کی گنجائش نہیں ہے، لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس کتاب میں لغت والفاظ، محاورات اور ضرب الامثال وغیرہ کا ایک بڑا ذخیرہ نئے اسلوب میں موجود ہے، جو طلبہ کے لئے بے حد مفید اور قیمتی چیز ہے، اس لیے عام گفتگو اور روزمرہ کی بول چال سے قطع نظر عربی لغت وادب، ذخیرہ الفاظ اور ادبی صنعتوں کے حوالے سے اس کتاب کے داخل نصاب ہونے پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا؛ مقامات حریری جیسا اسلوب اگرچہ عصر حاضر میں متروک ہے، لیکن علمی وادبی دنیا میں اس کی امتیازی اہمیت آج بھی مسلم ہے۔

مجھے زمانۂ طالب علمی ہی سے اس کتاب سے خاص انسیت وتعلق اور دلچسپی رہی ہے، درس نظامی کی کتابوں میں مقامات حریری میری پسندیدہ کتابوں میں ہے؛ اب حسن توفیق اللہ

تعالی نے اس کتاب کی تدریس کا موقع دے دیا، مجھے خیال آیا کہ علامہ حریری جیسے باکمال، نایاب شخص اوران کی نادر، نابغۂ روزگار، انوکھی تصنیف ''مقامات'' کا تعارف وتجزیہ لکھا جائے، تاکہ کچھ چھپے ہوئے پہلو سامنے آجائیں؛ اسی کے پیش نظر یہ تحریر مرتب کی ہے، امید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کے لیے مفید ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو حسن قبول عطا فرمائے اوراس کا نفع عام وتام فرمائے۔ رب العالمین ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرما کر دین کے مخلص خدام کی فہرست میں شامل فرمائے۔

محمد قاسم اوجھاری

علامہ حریری

نام ونسب اور ولادت

علامہ حریری کا اصل نام قاسم ہے، کنیت ابومحمد ہے، والد کا نام علی، دادا کا نام محمد اور پردادا کا نام عثمان ہے، سلسلۂ نسب اس طرح ہے، ابومحمد قاسم بن علی بن محمد بن عثمان، حریری، حرامی، بصری؛ آپ کے یہاں ریشم تیار ہوتا تھا، یا آپ ریشم کی تجارت کرتے تھے، اس لیے آپ کو حریری کہتے ہیں، قبیلہ بنوحرام سے آپ کا نسبی تعلق تھا اس لیے آپ کو حرامی بھی کہتے ہیں؛ مسترشد باللہ کے عہد خلافت میں ۴۴۶ھ میں شہر بصرہ کی قریبی بستی قصبہ مشان میں آپ کی پیدائش ہوئی اور بصرہ کے محلہ بنوحرام میں آپ نے سکونت اختیار کی؛ ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت بصرہ ہی میں ہوئی، شہر بصرہ کی طرف منسوب کرکے آپ کو بصری کہتے ہیں۔
(وفیات الاعیان)

تحصیل علوم

علامہ حریری ریشم بیچنے کے پیشے کو اپنے لیے ناپسند سمجھتے تھے، آپ کو علم وادب سے جو فطری مناسبت اور تعلق تھا وہ اس سلسلے میں مانع بنا، چنانچہ آپ نے علماء وفضلاء کے مجامع اور مجلسوں کو اپنا مستقر بنایا، ان کی صحبت وہم نشینی کو آب حیات سمجھا، علماء کی مجالس میں آنا جانا شروع کیا اور ادبی علوم وفنون حاصل کرنے میں انتہائی جدوجہد اور جانفشانی سے کام لیا؛ آپ

نے علم ادب ابوالقاسم فضل بن محمد قصبانی سے پڑھا، فقہ کا علم ابو اسحاق سے اور حدیث شریف کا علم ابوتمام محمد حسین وغیرہ سے حاصل کیا۔ (وفیات الاعیان، کشف الظنون)

ادبی مطالعہ

آپ کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ بات خاص طور پر معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے لغت ونحو کا بخوبی مطالعہ کیا تھا، لغت ونحو میں آپ کو خوب مہارت حاصل تھی، یہی وجہ ہے کہ کچھ ہی دنوں میں آپ کو فنی مہارت کے علاوہ لغوی وادبی معاصرین پر زبردست فوقیت حاصل ہوئی، آپ عرب کے واقعات واشعار، عربی زبان کے اچھوتے اسالیب اور طرز بیان سے بھی خوب واقف تھے، یہی وجہ ہے کہ گھر گھر آپ کی عربیت کے نغمے گائے گئے، امتیازی شہرت حاصل ہوئی، اور ادبی علوم وفنون کے بڑے ماہرین میں آپ کا شمار ہوا۔

حیثیت اور مقام ومرتبہ

علامہ حریری صاحب حیثیت، خوشحال اور دولت مند شخص تھے، اللہ تعالی نے آپ کو وافر مال و دولت عطا فرمایا تھا؛ علامہ ابن خلکان نے لکھا ہے: حریری اہل ثروت اور مالدار لوگوں میں سے تھے، بصرہ میں قصبہ مشان میں آپ کا ایک کھجوروں کا باغ تھا، جس میں اٹھارہ ہزار درخت تھے، شہر بصرہ میں صاحب الخبر کے عہدے پر فائز تھے، جس کی وجہ سے آپ کو بڑا اونچا مقام حاصل تھا، عوام وخواص سب کے لیے مرجع التفات تھے۔ (وفیات الاعیان ۴/۶۷)
شیخ عماد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: حریری بصرہ کی کچہری میں صاحب الخبر کے

عہدے پر ہمیشہ فائز رہے، اور یہ عہدہ لمبے زمانے تک آپ کی اولاد میں چلتا رہا۔ (خریدہ)

علمی فضل وکمال

علامہ حریری نہایت ہوشیار، انتہائی ذہین وفطین، نازک خیال، فصاحت وبلاغت میں یکتائے زمن، ماہرفن، یگانۂ روزگار، انشاء پرداز اور بہترین ادیب تھے؛ علم لغت، امثال، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں ید طولی حاصل تھا؛ علمیت وقابلیت، وسعت معلومات، زور انشاء، جزالت شعر اور بدیہہ گوئی میں اپنے ہم عصر ادباء میں نمایاں مقام رکھتے تھے؛ عربی نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت حاصل تھی، آپ نے عربی زبان کے نادر اور قلیل الاستعمال الفاظ جمع کر کے زبان وادب کی گراں قدر خدمات انجام دی ہے، آپ کی تصانیف میں موجود حسین الفاظ، خوبصورت تعبیرات، مسجع اور مقفی عبارتوں کا اہتمام، ادبی صنعتوں کے مظاہرے اور شاندار تشبیہات واستعارات آپ کے علمی فضل وکمال کی بین دلیل ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ہر تصنیف اہل علم، اہل نظر اور انشا پردازوں کی نظر میں خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔

نثر نگاری اور شعر گوئی

علامہ حریری نثر کے پیغمبر تھے، آپ کی ہر عبارت گویا الہامی اور ظاہری ومعنوی خوبیوں سے آراستہ وپیراستہ ہونے کے ساتھ نہایت شستہ وشگفتہ ہے، گویا وہ ایک دلہن ہے جو قوافی کے لباس میں ملبوس اور معانی کے زیور سے آراستہ ومزین ہے، اس میں نسیم سحر کے ٹھنڈے جھونکوں کی روح افزا لطافت، پھولوں اور پھلوں کی فرحت بخش سرسبز وشادابی پنہاں

ہے، اور شررجیسی سوزش اور بھڑک بھی موجود ہے، جس میں حسین نظارے اور مختلف ادبی صنعتوں کے مظاہرے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی چٹان کلام سے متأثر ہوکر پگھل سکتی ہے یا کوئی چنگاری سرد ہوسکتی ہے تو آپ کے اس کلام سے جو آپ کی تصانیف میں موجود ہے۔

آپ جس طرح نثر لکھنے میں مہارت تامہ اور ملکہ راسخہ رکھتے تھے، اسی طرح شعرو شاعری میں بھی اعلی صلاحیتوں کے حامل، بلند پایہ درک وادراک اور بے پایاں اہم خصوصیات کے مالک تھے، چونکہ آپ شعراء جاہلیت کے پیروکار اور ان کے انداز بیاں اور اسلوب کے دلدادہ تھے، اس لیے آپ نے اکثر وبیشتر امرئ القیس، زہیر اور عمر بن کلثوم کی طرح بحر کامل اور بحر طویل میں اشعار کہے، آپ کے اشعار وقصائد کا مستقل دیوان ہے، جس میں سلاست، روانی، شوکت الفاظ، بلندیٔ تخیل، شگفتگی اور شیفتگی بدرجہ اتم موجود ہے؛ دلآویز ترکیبیں، عمدہ اور نادر تشبیہات، عجیب وغریب انوکھے استعارات اور جناس وازدواج وغیرہ صنائع آپ کے اشعار کے اہم ترین جز ہیں؛ فن شعر وشاعری میں حسن تصرف کے لحاظ سے آپ کو امتیازی شان حاصل ہے، آپ کے اشعار جودت الفاظ اور جدت اسلوب میں آپ کی نثر سے کم وقعت نہیں رکھتے۔

البتہ آپ کو شہرت بمقابلہ نظم کے نثر میں زیادہ ہے، اور مجموعی طور پر آپ کی نثر میں بمقابلہ نظم کے زیادہ چستی اور برجستگی پائی جاتی ہے، تاہم نازک اور اہم مضامین کو بڑی سہولت کے ساتھ اچھوتے انداز میں رشیق وحسین اور پر شکوہ الفاظ کے ساتھ اشعار کی لڑی میں پرونے کا خوب ملکہ رکھتے تھے، مقامات کے تمام تر اشعار بھی آپ ہی کی جودت طبع اور فکر وتخیل کا نتیجہ ہیں، البتہ چار شعر مستثنیٰ ہیں، جن میں سے ایک ابوالفرج دمشقی اور دوسرا ابوعبادہ بحتری کا ہے، ان دونوں شعروں پر ''مقامہ حلوانیہ'' کی عمارت قائم ہے، باقی دو شعر ابن سکرۃ کے ہیں، جو ''مقامہ کرجیہ'' کے آخر میں ہیں۔

چند حکیمانہ اشعار

آپ کے اشعار و قصائد کے دیوان کے علاوہ دیگر تصانیف میں بھی سینکڑوں اشعار موجود ہیں، آپ کے چند حکیمانہ شعر ملاحظہ ہوں:

لاتزر من تحب فی کل شهر
غیر یوم ولا تزده علیه
فاجتلاء الهلال فی الشهر یوما
ثم لا تنظر العیون الیه

ترجمہ: دوستوں سے ہر مہینہ ایک دن سے زیادہ ملاقات نہ کر، کیونکہ چاند کو مہینے میں ایک ہی دن دیکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف کوئی نہیں دیکھتا۔

لا تقعدن علی ضرو مسغبت　　لکی یقال عزیز النفس مصطبر
وانظر بعینک هل ارض معطلة　　من النبات کارض حفها الشجر
فعد عما تشیر الاغبیاء به　　فای فضل لعود ماله ثمر
وارحل رکابک عن ربع ظمئت به　　الی الجناب الذی یهمی به المطر
واستنزل الری من در السحاب فان　　بلت یداک به فلیهنک الظفر

ترجمہ: (۱) تکلیف اور بھوک پر اس خیال سے صبر کر کے نہ بیٹھو کہ لوگ کہیں گے کہ بڑا خوددار اور صابر ہے، (۲) اپنی آنکھوں سے دیکھو کیا درختوں سے خالی زمین اور درختوں سے بھری ہوئی زمین یکساں ہوتی ہے، (۳) تم پاگلوں کے مشوروں کو نظر انداز کردو اور سوچو کہ اس

درخت میں کیا خوبی ہے جس پر پھل نہ ہوں، (۴) ایسی جگہ جہاں تم پیاسے رہو، کوچ کر کے اس جگہ چلے جاؤ جہاں موسلا دھار بارش ہو رہی ہو، (۵) اور بادلوں کی بارش سے سیرابی حاصل کرنے کی کوشش کرو، پھر اگر اس سے تمہارے ہاتھ تر ہو جائیں تو یہ کامیابی تمہیں مبارک ہو۔

خاکساری و بردباری

علامہ حریری نہایت بردبار، نیک طینت، سادہ مزاج اور راستی پسند انسان تھے، اگر کوئی شخص کسی لغزش پر متنبہ کرتا تو خوش ہو کر اس کا اعتراف کر لیتے اور اس کا اعزاز واکرام کرتے۔

ایک مرتبہ جابر بن ھبۃ اللہ نے مقامات پڑھتے ہوئے ''**قد دفع اللیل الذی اکفھر الی ذراکم شعثا مغبرا**'' میں **شعثا مغبرا** کے بجائے ''**سغبا معترا**'' پڑھا، تو آپ نے توقف کرنے کے بعد کہا: بخدا تو نے بہت عمدہ تصحیح کی ہے، کیونکہ سغب معتر کا ضرورت مند ہونا لازمی ہے اور ہر شعث مغبر کا حاجت مند ہونا ضروری نہیں ہے، اگر میں نے سات سو نسخوں پر جو میرے سامنے پڑھے گئے ہیں اپنے ہاتھ سے یہ لفظ نہ لکھا ہوتا تو میں ''شعثا مغبرا'' کو ''سغبا معترا'' سے ضرور بدل دیتا۔ (**معجم الادباء**)

ظرافت طبع اور شگفتہ مزاجی

علامہ حریری متبحر عالم ہونے کے ساتھ ظریف الطبع، خوش مزاج، شگفتہ مزاج اور ہنس مکھ انسان تھے؛ آپ کی طبیعت لطیفوں اور چٹکلوں کی طرف بہت زیادہ مائل تھی، جس کے

نمونے آپ کی تصانیف میں بھی دیکھنے کو ملتے ہیں، مخاطب کوخوش کرنا، ہنسانا اور اس سے داد و تحسین حاصل کرنا بخوبی جانتے تھے۔

دل راا اثر روئے تو گلپوش کند　　　جان راسخن خوب تو مدہوش کند

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی شہرت سن کر فیضیاب ہونے کی غرض سے خدمت میں حاضر ہوا، معلوم نہیں ذہن میں کیا کیا خیالات لیے ہوئے ہوگا؟ لیکن آپ کو اس کے برعکس پایا اور شکل وصورت دیکھ کر منقبض رہ گیا، چنانچہ آپ نے اس کے دل کی بات بھانپ لی، اور اس کی ذہنی کیفیت سمجھ گئے، اس شخص نے جب کچھ لکھوانے کی درخواست کی تو آپ نے اسے یہ دو شعر لکھوائے:

ما انت اول سار غره قمر　　　ورائد اعجبته خضرة الدمن

فاختر لنفسک غیری اننی رجل　　　مثل المعیدی فاسمع بی ولا ترنی

ترجمہ: رات میں چلنے والے تم پہلے شخص نہیں ہو جسے چاند نے دھوکہ دیا ہو، اور تم تلاش کرنے والے پہلے شخص نہیں ہو جسے کوڑی کی سبزی اچھی معلوم ہوئی ہو (یعنی تم سے پہلے بھی لوگ ظاہری خوبصورتی سے اس طرح دھوکے میں پڑے ہیں) اس لیے تم اپنے لیے میرے علاوہ کسی اور کو پسند کرلو، کیونکہ میں معیدی کی طرح (بدصورت) ہوں، تم مجھے سن لیا کرو، دیکھا نہ کرو، (یعنی میرا کلام، قصے، کہانیاں وغیرہ سن لیا کرو، وہ مجھے دیکھنے سے بہتر ہیں)

یہ اشعار سن کر وہ شخص بہت شرمندہ ہوا اور حریری کے حقیقی حسن کی جھلک اسے نظر آئی۔

(وفیات الاعیان)

زہدوورع

علامہ حریری زاہدومتورع، پاک باطن اور پرہیزگار آدمی تھے؛ادب کا یہ حال تھا کہ تنہائی میں بھی پیر دراز نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے ''حفظ الادب مع اللہ احق''۔آپ معاصی پر سختی سے تنبیہ فرماتے تھے، دولت عباسیہ میں شراب نوشی اور عیش وعشرت کا رواج تھا، آپ شراب نوشوں سے طبعی نفرت فرماتے اوران کوسخت تنبیہ فرماتے تھے۔

جابر بن زہیر کہتے ہیں: میں ایک مرتبہ قصبہ مشان میں آپ سے مقامات پڑھ رہا تھا، اچانک خبر آئی کہ ابوزید مطہر بن سلام نے شراب پی رکھی ہے،آپ نے فورا یہ اشعار لکھ کراس کے پاس بھیجے،اور ہم کوبھی سنائے:

ابا زید اعلم ان من شرب الطلا — تدنس فافهم سرقولی المهذب

ومن قبل سميت المطهر والفتی — يصدق بالافعال تسمية الاب

فلا تحسها كيما تكون مطهرا — والا فغير ذلک الاسم واشرب

ترجمہ:(۱)ابوزید! یادرکھ کہ جوکوئی بھی نشہ کرتا ہے وہ گندااور پلید ہوجاتا ہے،تو میری اس اہم بات کی گہرائی کوسمجھ(۲)اوراس سے پہلے تیرانام مطہر رکھا گیااورانسان کے افعال کی تصدیق باپ کے رکھے ہوئے نام سے ہوتی ہے(۳)تو اس کوسونگھ بھی مت، تاکہ تو پاک وصاف رہے، ورنہ تو پھراپنا نام بدل لے اور خوب شراب پی۔

مطہر بن سلام کے پاس جب یہ اشعار پہنچے تو وہ ننگے پیر ہی خدمت میں حاضر ہوا، اور قرآن ہاتھ میں لے کرقسم کھائی کہ آئندہ کبھی شراب نہ پیوں گا،آپ نے فرمایا کہ شراب پینے والوں کے پاس بھی نہ جانا۔ (معجم الادباء۷ ۲۲۰،الوافی بالوفیات ۲۵ ۲۶۰/۳)

شام زندگی

علامہ حریری کی وفات ۶ ؍رجب المرجب ۵۱۵ھ یا ۵۱۶ھ میں ۶۹ یا ۷۰ سال کی عمر میں شہر بصرہ کے محلہ بنوحرام میں ہوئی؛ عام طور پر سن وفات یہی بتایا جاتا ہے، لیکن ابن خلکان نے ابوالفتح مطہر بن سلام کی روایت سے نقل کیا ہے کہ جب آپ ۵۳۸ھ میں شہر ''واسط'' آئے تو میں نے آپ سے ''ملحۃ الاعراب'' کی سماعت کی، اس کے بعد آپ بغداد چلے گئے، اور ایک لمبے زمانہ تک بغداد میں قیام رہا اور وہیں وفات پائی۔ (وفیات الاعیان)

عماد اصفہانی نے بھی اپنی کتاب ''خریدہ'' میں اسی طرح ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آپ نے ۵۴۰ھ کے بعد وفات پائی۔ (خریدہ)

حلیہ

علامہ حریری انتہائی ذہین وفطین، ہوشیار اور فصیح وبلیغ تھے، سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کا خدوخال اچھا نہ تھا، شکل وصورت کے اعتبار سے کوئی زیادہ حسین نہ تھے، بدصورت اور پستہ قد تھے، حسن وجمال سے خالی تھے، مگر اخلاق وکردار کے اعتبار سے نہایت اچھے، ظریف الطبع اور خوش مزاج انسان تھے۔ (معجم الادباء)

امام زیارت بیان کرتے ہیں کہ آپ بدشکل، پستہ قد اور بخیل آدمی تھے، میلے اور گندے کپڑے پہنتے تھے، غور وفکر کے وقت داڑھی نوچنے کے عادی تھے، حق تعالی نے آپ کو بدصورتی کے بدلے بہترین ادب، لطافت، قصہ گوئی، خوش مذاقی، بذلہ سنجی، عدل وانصاف اور

فراخ دلی عطا فرمائی تھی، اسی لئے آپ کے قصص وحکایات آپ کی زیارت سے بہتر بتائے جاتے ہیں۔ (وفیات الاعیان)

علامہ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں کہ حریری غور وفکر کے وقت داڑھی نوچنے کے عادی اور حریص تھے، اسی لیے ابوالقاسم علی بن مفلح نے آپ کے بارے میں یہ اشعار کہے:

شیخ لنا من ربیعة الفرس ینتف عثنونه من الهرس

انطقه الله بالمشان کما رماه وسط الدیوان بالخرس

ترجمہ: قبیلہ ربیعۃ الفرس سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک شیخ ہیں، جو غور وفکر کے وقت بال اکھیڑتے ہیں، اللہ تعالی نے انہیں مشان (بصرہ) میں قوت گویائی دی اسی طرح جس طرح انہیں وسط مجلس میں گونگا کر دیا۔

باقیات صالحات

علامہ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ حریری نے دو صاحبزادے چھوڑے، ایک نجم الدین ابوالقاسم عبداللہ جو بغداد کے حاکموں میں سے تھے، دوسرے ضیاء الاسلام عبیداللہ جو بصرہ کے قاضی تھے؛ جوالیقی کہتے ہیں کہ مجھے ان دونوں سے مقامات کی اجازت حاصل ہے، اور یہ دونوں اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں۔ (وفیات الاعیان)

بعض کتابوں میں آپ کے تیسرے صاحبزادے ابوالعباس کا تذکرہ بھی ملتا ہے، جو قصبہ مشان میں اپنے باپ حریری کی جگہ پر متعین تھے، آپ نے ان تینوں صاحبزادوں کو مقامات کا درس دیا تھا، ابوالعباس انتہائی زیرک، ذہین وفطین اور ہوشیار تھے، انہوں نے

خصوصیت کے ساتھ مقامات کے مغلق اور مشکل مواقع حل کرائے، یہی وجہ ہے کہ متقدمین مترجمین نے ان سے بہت کچھ اخذ کیا ہے۔ (وفیات الاعیان، کشف الظنون)

علامہ حریری کے علم وفضل کا اعتراف

علامہ حریری علم وفضل کے اتنے بلند مرتبہ پر فائز تھے کہ بڑے بڑے علماء اور ادباء نے آپ کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے؛ ابو الفلاح عبدالحی بن عماد حنبلی نے اپنی کتاب "شذرات الذهب" میں لکھا ہے: کہ حریری لواء بلاغت کے حامل اور میدان نظم ونثر کے شہسوار ہیں، اس کے بعد لکھتے ہیں: الحاصل شیخ حریری زمانہ کے عجائب اور نوادرات میں سے ہیں؛ ابوالفتح ہبۃ اللہ بن فضل کہتے ہیں کہ امام اجل شیخ ابومحمد قاسم بن علی بن حریری مشہور اہل فضل اور اپنے زمانہ کے ان منتخب اور یکتا لوگوں میں سے ہیں، جو متقدمین کے گروہ سے ملحق ہیں، لیکن فضائل ومحاسن اور خصوصیات میں ان سے بھی متجاوز ہیں۔ (شذرات الذهب)

حریری کے فضل وکمال کا اعتراف شمیم حلی جیسے بلند مرتبہ عالم نے بھی کیا ہے، علامہ یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ ان عجائبات میں سے جن کو میں نے دیکھا اور مشاہدہ کیا ہے، یہ ہے کہ میں عنفوان شباب (۵۹۳ھ) میں شہر آمد پہنچا، مجھے معلوم ہوا کہ یہاں علی بن حسین جو شمیم حلی کے لقب سے مشہور ہیں تشریف رکھتے ہیں، اور وہ علمائے متقدمین اور متاخرین میں سے کسی کا بھی وزن نہیں سمجھتے ہیں، اور نہ ہی کسی کی فضیلت ومنقبت کے معترف ہوتے ہیں، چنانچہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان کو اہل فضل پر نقد وتبصرہ اور تنقیص وتذلیل کرتے ہوئے دیکھا اور مسلسل دیکھتا رہا، بالآخر اداس چہرے کے ساتھ میں نے ان سے کہا: کیا آپ کے نزدیک متقدمین کی جماعت میں کوئی ماہر فن ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، تین آدمی ہیں، مدح وستائش میں متنبی، خطبات میں ابن نباتہ، مقامات میں ابن الحریری؛ میں نے کہا: آپ کے لیے حریری کی

راہ پر چلنے سے کونسی چیز مانع ہے؟ ایک ایسی مقامات تصنیف کر دیجئے، جس سے حریری کی یاد کی چنگاری سرد پڑ جائے اوراس کی ساری دولت آپ کے قبضے میں آجائے؟ انہوں نے کہا: بیٹا! حق کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے، حقیقت یہ ہے کہ میں نے تین مرتبہ مقامات تصنیف کی، لیکن ہر مرتبہ جب غور سے دیکھا اور موازنہ کیا تو مقامات حریری کے مقابلے میں رذیل ومبتذل ہی معلوم ہوئی، چنانچہ میں نے اس کو حوض میں دھوڈالا، اور آئندہ لکھنے کا ارادہ ختم کر دیا، میرا خیال ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے حریری کی فضیلت ومنقبت ظاہر کرنے کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ (معجم الادباء)

علامہ حریری کی علمی کاوشیں (تصانیف)

علمی شخصیات کا علم وکمال جب جوش مارتا ہے تو اس کا اظہار تقریر وتحریر میں ہوتا ہے، حریری جیسا عالم اور باکمال شخص کیسے پیچھے رہ سکتا تھا، آپ کے دریائے علم نے جب جوش مارا تو کئی ساری انوکھی تصانیف وجود میں آئیں، آپ نے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا اور متعدد کتابیں تصنیف کیں، جو اپنی معنویت، افادیت اور مخصوص انداز بیان کی بناء پر شہرہ آفاق ہیں؛ چند کتابیں یہ ہیں:

(۱) **درۃ الغواص فی اوهام الخواص:** اس میں آپ نے اپنے معاصرین ادباء کی ان لغوی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے، جو عموما ان سے سرزد ہوئی ہیں؛ آپ نے ان پر نقد کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ادباءعصر الفاظ کو بے موقع یا غیر موضوع لہ میں استعمال کر کے کس طرح غلطی کرتے ہیں، یہ ۵۰۴ھ کی تصنیف ہے، یہ کتاب ۱۲۷۳ھ میں مصر سے اور ۱۸۷۱ھ میں لیپزک سے طبع ہوئی، علامہ خفاجی نے اس کی مفصل شرح لکھی ہے، جو ۱۲۹۹ھ میں قسطنطنیہ سے

شائع ہوئی۔

(۲) **ملحة الاعراب:** یہ ۵۰۴ھ کے بعد کی تصنیف ہے، اس میں مبتدی طلبہ کے لئے نحو کے مسائل کو منظوم شکل میں پیش کیا ہے، مطلع قصیدہ یہ ہے: **اقول من بعد افتتاح القول۔ بحمد ذی الطول شدید الحول۔** محمد بن محمد حضرمی نے اس کی شرح لکھی ہے، جو ۱۳۰۶ھ میں مصر سے شائع ہوئی، خود مصنف نے بھی اس کی شرح لکھی ہے اور فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہوا ہے، جو ۱۸۸۵ء میں پیرس سے طبع ہوا۔

(۳) **صدور زمان القبور وقبور زمان الصدور فی التاریخ:** فن تاریخ میں بہت عمدہ، لطیف اور شاندار تصنیف ہے، اس کتاب سے علامہ اصفہانی نے اپنی کتاب "**نصرة الفطرة وعصرة الفطرة**" میں بہت کچھ اخذ کیا ہے۔

(۴) **الرسالة السينية:** یہ آپ کا لکھا ہوا ایک عجیب وغریب رسالہ ہے، اس کے ہر کلمہ میں حرف سین ہے، اس رسالہ نے بڑی شہرت اور انشاء پردازوں کی نظر میں خاص اہمیت حاصل کی ہے؛ شیخ یوسف سنوبرونی فرماتے ہیں کہ اس رسالہ کی وہی حیثیت ہے جو انسان کے لئے آنکھ یا آنکھ کے لئے پتلی کی ہے؛ رسالۂ سینیہ کی ابتداء اس طرح ہے: **باسم السميع القدوس استفتح، وباسعاده استنجح، سيرة سيدنا الاسفهملار، السيد النفيس، سيد الرؤساء، سيف السلاطين، حرست نفسه، واستنارت شمسه، واتسق انسه، وبسق غرسه الخ۔**

(۵) **الرسالة الشينية:** یہ بھی آپ کا لکھا ہوا ایک عجیب وغریب رسالہ ہے، اس کے ہر کلمہ میں حرف شین ہے، اس رسالہ نے بھی خوب شہرت اور ادباء کی نظر میں غیر معمولی اہمیت حاصل کی ہے؛ شیخ یوسف سنوبرونی نے اس کے بارے میں بھی یہی کہا ہے کہ اس رسالہ کی وہی حیثیت ہے، جو انسان کے لیے آنکھ کی یا آنکھ کے لیے پتلی کی ہے؛ رسالۂ شینیہ کی ابتداء اس طرح ہے: **بارشاد المنشی، انشی شففی، بالشیخ شمس الشعراء، ریش معاشه،**

وفشار یاشه، واشرق شهابه، واعشو شبت شعابه۔

(۶)**توشیح البیان:** جوالغزولی سے نقل کی ہے۔

(۷)**دیوان رسائل شاعری:** یہ آپ کے اشعار اور منظوم کلام کا مجموعہ ہے۔

(۸)**مقامات حریری:** یہ آپ کی سب سے مشہور ومعروف اور قابل فخر تصنیف ہے، جس میں آپ نے عربی زبان وادب کے لافانی خزانے کے قیمتی موتیوں کو بڑی خوبی اور کمال کے ساتھ ٹانکا ہے، اس کتاب کو دنیائے ادب میں بے پناہ شہرت ومقبولیت اور ادبی کتابوں پر اپنے اسلوب بیان، قافیہ بندی، جدت اور موضوع کے اعتبار سے خاص امتیاز حاصل ہے، یہ کتاب پچاس مقاموں پر مشتمل ہے۔

فن مقامہ نویسی

لفظ مقامہ عموما پانچ معنی میں مستعمل ہوتا ہے: (۱) مقامہ کے معنی مجلس کے ہیں اور اس معنی میں یہ لفظ بکثرت مستعمل ہے، مشہور حماسی شاعر ''قتال کلابی'' کا شعر ہے: **نشدت زیادا والمقامة بیننا، وذکرته ارحام سعر وهیثم،** (میں نے زیاد کو اللہ کا واسطہ دیا، حالانکہ ہمارے درمیان ہم نشینی تھی، اور سعر وہیثم کی قرابت بھی یاد دلائی) اس شعر میں مقامہ مجلس کے معنی میں ہے۔ (۲) مقامہ کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں، عربی کے مشہور شاعر ''لبید'' کا شعر ہے: **ومقامة غلب الرقاب کانهم، جن لدی باب الحصیر قیام۔** (کٹی موٹی گردن والی جماعتیں بادشاہ کے دروازے پر کھڑی ہیں اور ایسا لگ رہا ہے جیسا کہ وہ جنات ہوں) اس شعر میں مقامہ جماعت کے معنی میں ہے۔ (۳) مقامہ کے معنی موضع المقام کے بھی آتے ہیں یعنی وہ جگہ جہاں آدمی کھڑا ہوتا ہے۔ مذکورہ تینوں معنی علامہ ابن منظور افریقی نے ''لسان

العرب‘‘میں ذکر کیے ہیں۔(لسان العرب ۱۱/ ۳۶۲) (۴)لفظ مقامہ وعظ ونصیحت اور تقریر کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے **مقامات الزھاد**(زاہدوں کی نصیحتیں)**مقامات الخطباء**(خطیبوں کی تقاریر)**مقامات القصاص**(قصہ گویوں کی کہانیاں)۔ (۵)مقامہ ایک خاص ادبی صنف میں لکھی گئی کہانی یا لطیفہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے، جس کی عبارت مقفی اور مسجع ہوتی ہے۔ یہاں یہی پانچوے معنی مراد ہیں اور اس معنی میں اس لفظ کا استعمال فن کے طور پر ہے۔

مقامہ نویسی سے مقصود نہ تو جمال حکایت ہوتا ہے، نہ حسن وعظ اور نہ افادۂ علمی، بلکہ یہ ایک فنی ادبی تحریر کا ٹکڑا ہوتا ہے، جس میں خوشنما سجع کے طرز پر غریب الفاظ اور نادر ترکیبیں اس طرح جمع کیے جاتے ہیں کہ وہ اثر آفرینی سے زیادہ طبیعت کو مسرور کرتے ہیں اور فائدہ بخشی سے زیادہ لذّت بخشتے ہیں، اس میں سارا زور الفاظ کی خوبصورتی اور تعبیرات کے حسن وسجع بندی پر ہوتا ہے، معنی اور کہانی کی طرف توجہ دوسرے درجہ میں ہوتی ہے؛ گویا یہ خالص لفاظی کا ایک ادبی اور لغوی نمونہ ہوتا ہے، اسی لئے اس موضوع پر جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں فنِ افسانہ نگاری کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ہے، اور مقامات لکھنے والوں نے قصہ نگاری، کہانی میں رنگ بھرنے اور کرداروں کی تحلیل نفسی پر کوئی توجہ نہیں دی ہے، بلکہ انہوں نے اپنی ساری توجہ تحسین لفظی، تعبیرات وتراکیب کی خوبصورتی اور سجع بندی پر مبذول رکھی ہے۔

مقامہ نویسی کی ابتداء وارتقاء

مقامہ نویسی کی ابتدا عہد بنی عباس کے وسط سے ہوئی؛ یہ وہ زمانہ تھا جب ادب اور فنی انشاء پردازی اپنے شباب پر تھی، ادباءِ عصر الفاظ وتعبیرات سے کھیلنا بخوبی جانتے تھے: کہتے

ہیں کہ مقامات نگاری کی ابتداء ابن فارس نے کی، پھر ان کی تقلید میں ان کے شاگرد بدیع الزماں ہمدانی نے اس کو فن کے طور پر متعارف کرایا، انہوں نے مقامات کا اسلوب ایجاد کیا اور چار سو مقام لکھے، جو اتنے عمدہ اور دلچسپ تھے کہ ان کی وجہ سے وہ اس فن کے امام بن گئے، انہیں اس صنف میں تخلیقی درجہ حاصل ہوا۔ علامہ شریشی اپنے استاذ کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ بدیع الزماں اپنے شاگردوں سے کہتے تھے کہ تم کوئی موضوع منتخب کرو، ہم اس پر مقامہ لکھواتے ہیں، چنانچہ ان کے شاگرد اپنی مرضی کے مطابق ایک موضوع منتخب کرتے اور ہمدانی اسی وقت ارتجالا اس موضوع پر ایک مقامہ لکھوا دیتے۔ (شرح المقامات للشریشی) لیکن افسوس کہ ہمدانی کے اکثر مقامے حوادث زمانہ کی نظر ہو گئے، صرف ۵۳ مقامے شائع شدہ ہیں۔

بدیع الزماں ہمدانی کے بعد علامہ حریری نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور پچاس مقامے لکھے، جن میں بدیع الزماں کی پیروی کی اور حقیقت یہ ہے کہ حریری کے پچاس مقاموں نے ہی اس صنف ادب کو ارتقاء اور دوام بخشا، ان کا قلم فن مقامہ کی آبرو بنا؛ اس کے بعد بہت سے ادیب اور انشاء پردازوں نے مقامات نگاری کو اپنا موضوع بنایا اور ان کے قلم نے اس فن میں خوب جولانی کی اور دوام بخشا۔ بعد کے ادوار میں اس صنف ادب میں خوب طبع آزمائی کی گئی، ابن اشتر کوفی نے ''مقامات سرقسطیہ'' کے نام سے کتاب لکھی، جس میں پچاس مقامے ہیں، جو انہوں نے قرطبہ میں حریری کے مقامات دیکھنے کے بعد لکھے تھے، اس میں انہوں نے منذر بن حمام کی زبانی سائب بن تمام کا واقعہ بیان کیا ہے؛ ابولعباس یحییٰ بن سعید بن ماری بصری نے بھی مقامے لکھے جو ''مقامات مسیحیہ'' کے نام سے ہیں، انہوں نے بھی حریری کا طرز اختیار کیا؛ احمد بن اعظم رازی نے ۶۳۰ھ میں بارہ مقامے لکھے، جس میں انہوں نے قعقاع بن زنباع وغیرہ کو راوی بنایا ہے؛ زین الدین ابن صیقل جزری نے بھی حریری کے طرز پر پچاس مقامے لکھے، جو ''مقامات زینیہ'' کے نام سے ہیں، جس میں قاسم بن جریان دمشقی، ابونصر مصری سے روایت کرتے ہیں؛ اس کے علاوہ علامہ زمخشری، علامہ ابن الجوزی، علامہ سیوطی، علامہ آلوسی،

احمد ابن ابی بکر رازی اور ابن الوردی جیسے اساطین علم نے بھی مقامے لکھے، جو مقامات زمخشری، مقامات ابن الجوزی، مقامات سیوطی، مقامات آلوسی، مقامات رازی اور مقامات ابن الوردی وغیرہ کے نام سے شائع ہیں۔

مقامہ نویسی اور علامہ حریری

مقامہ نویسی میں مقامہ نویسوں نے خوب جوہر دکھائے ہیں، بدیع الزماں ہمدانی سے لے کر بعد کے ادوار تک اس فن میں خوب طبع آزمائی کی گئی ہے، لیکن معیار اور مقبولیت کی اس بلندی کو کوئی نہیں چھو سکا جس پر حریری فائز ہوئے، حریری کے لکھے ہوئے مقاموں کا ایک عجیب وغریب البیلا انداز ہے، الفاظ کا حسن، تعبیرات کی خوبصورتی، ادق، غیر مانوس اور وحشی الفاظ، مقفی اور مسجع عبارتوں کا اہتمام مقامات حریری کی شان امتیاز ہے؛ اس کے علاوہ علامہ حریری نے مختلف مقامات میں اکثر صنعتوں کا استعمال نہایت چابک دستانہ بلکہ استادانہ طور پر کیا ہے، جس کی نظیر دیگر حضرات کے مقاموں میں نہیں ملتی؛ بعض مقاموں میں ایسی منفرد ادبی صنعتوں کا مظاہرہ کیا ہے جس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں ہے، قافیہ بندی اتنے خوبصورت انداز میں کی ہے جس کی مثال شاذ ونادر ہے؛ بعض جگہ خصوصا اشعار میں ایسی تشبیہات اور استعارات استعمال کیے ہیں، جن میں گم ہوکر قاری کبھی پہاڑوں کی سیر کرتا ہے، کبھی سمندروں میں غوطہ زنی کرتا ہے، کبھی باغیچوں میں ٹہلتے ہوئے پھول پتیوں سے لطف اندوز ہوتا ہے، کبھی کہکشاؤں کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے بارش، اولہ، گل بابونہ اور موتیوں جیسی چیزوں سے فرحت وانبساط محسوس کرتا ہے؛ غرض حریری کے لکھے ہوئے پچاس مقامے اپنی گوناگوں خوبیوں اور خصوصیات کی بناء پر دیگر حضرات کے مقاموں سے ممتاز ہیں اور عربی ادب کا ایک نادر سرمایہ ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ علامہ بدیع الزماں ہمدانی ایک عبقری ادیب اور فن مقامہ کے موجد ہیں اور اس صنف میں انہیں اولیت کا شرف حاصل ہے، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مقبولیت اور ادب کا جو بلند معیار مقامات حریری میں نظر آتا ہے وہ مقامات بدیع میں نہیں ہے، بلکہ مقامات بدیع کی شہرت اور تذکرہ بھی غالبا مقامات حریری کی وجہ سے ہے، اگرچہ حریری کا درجہ اس صنف میں تخلیقی نہیں تقلیدی ہے۔

خود علامہ حریری نے بھی اپنے مقاموں کی ندرت، انفرادیت اور مقامات بدیع پر فوقیت کے متعلق بڑا حکیمانہ اور ادیبانہ اسلوب اختیار کیا ہے، علامہ حریری نے اولا مقدمہ میں بدیع الزماں ہمدانی کی فوقیت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے، پھر ''عدی بن رفاع'' کے دوشعر ذکر کئے ہیں، جس کے آخر میں ہے: **الفضل للمتقدم**، اس میں ایک لطیف اشارہ اس طرف کر دیا کہ بدیع الزماں کو فوقیت صرف تقدم کی وجہ سے ہے؛ پھر چھٹے مقامے میں صاف کہہ دیا کہ ادب کی اصناف میں متقدمین اور متأخرین سب برابر ہیں، جو اصنافِ ادب متقدمین پیش کر چکے ہیں، اگر وہ نہ کرتے تو بعد کے لوگ پیش کرتے، اس سلسلے میں متقدمین کو کوئی فضیلت نہیں ہے۔ اور پھر اخیر میں سینتالیسویں مقامہ میں جا کر صاف کہہ دیا کہ متأخر کو متقدم پر اور انہیں علامہ بدیع پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ آپ ''مقامات بدیع'' کے مرکزی کردار ابوالفتح اسکندری کا صراحت کے ساتھ نام لیکر کہتے ہیں: **ان یکن الاسکندری قبلی، فالطل قد یلبدو امام الوبل، والفضل للوابل لا للطل۔** (ترجمہ: اگر ابوالفتح اسکندری مجھ سے پہلے گزرا ہے تو بسا اوقات شبنم بارش سے پہلے ظاہر ہوتی ہے، تاہم فضل وتفوق بارش کو حاصل ہے، شبنم کو نہیں)۔ اس طرح علامہ حریری نے ایک نفیس اسلوب میں فن مقامہ نویسی میں اپنی برتری کو واضح کیا ہے۔

مقامات حریری کا پہلا مقامہ

کتاب کی ترتیب میں سب سے پہلا مقامہ ''المقامة الصنعانية'' ہے، البتہ تخلیق وانشاء کے اعتبار سے سب سے پہلا مقامہ ''المقامة الحرامية'' ہے، جو اڑتالیسویں نمبر پر واقع ہے، جن مؤرخین اور سوانح نگاروں نے علامہ حریری اور ان کے انشاء مقامات کے متعلق روایات بیان کی ہیں، وہ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ علامہ حریری نے سب سے پہلے ''المقامة الحرامية'' لکھا ہے۔

المقامة الحرامية لکھنے کا سبب

المقامة الحرامية لکھنے کے سبب پر تمام روایات متفق ہیں کہ بصرہ کی مسجد بنوحرام جس میں حریری درس دیتے تھے، وہاں ایک مرتبہ ایک بوڑھا شخص بصورتِ سائل آیا، جس کی زبان انتہائی فصیح وبلیغ تھی، مسجد میں علماء وفضلاء کا بڑا مجمع تھا، جس میں حریری بھی موجود تھے، اس نو وارد بوڑھے شخص نے کھڑے ہوکر الفاظ ومعانی کے حسن وخوبیوں سے آراستہ ایک ایسی فصیح وبلیغ تقریر کی، جس نے تمام حاضرین کو متأثر کیا، تقریر میں اس نے اپنی پریشان حالی اور رومیوں کے ہاتھوں اپنے بیٹے کی گرفتاری کا ذکر کیا، آخر میں کچھ مدد کی درخواست کی؛ اس کی فصاحت و بلاغت پر سب کو بڑا تعجب ہوا اور اس کی خوب مدد کی، حسن اتفاق اسی دن شام کو حریری کے پاس بصرہ کے بڑے بڑے علماء، فضلاء اور ادباء بغرض ملاقات آئے، حریری نے یہ پورا واقعہ ان کو سنایا اور اس شخص کی عبارت کی لطافت، نزاکت، شیفتگی وشگفتگی اور فصاحت و بلاغت کی تعریف کی؛ ان حضرات نے کہا: ایسا ہی ایک شخص ہماری مسجد میں بھی آیا تھا، اور

انہوں نے اس شخص کی کئی تقریروں کا ذکر کیا، جو حریری کی سنی ہوئی تقریر سے بھی زیادہ بلیغ تھیں؛ اور ان حضرات نے بتایا کہ یہ شخص مختلف مسجدوں میں رنگ و روپ بدل کر اس قسم کی تقریریں کرتا پھرتا ہے اور لوگوں سے سوال کرتا ہے؛ سب کو اس کی تلون مزاجی اور فصاحت و بلاغت کے حسین تصرفات سے بڑی حیرت ہوئی۔ اس واقعے نے علامہ حریری کے شوقِ سخن کی آگ کو بھڑکا دیا، چنانچہ اسی رات مقامہ لکھنے بیٹھے اور اسی واقعہ کو عربی زبان وادب کے حسین وجمیل پیرایہ میں ڈھالا، اور اس کا نام "المقامة الحرامية" رکھا۔

دیگر مقامے لکھنے کا سبب

المقامة الحرامية کے علاوہ دیگر مقامے لکھنے کے سبب کے سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، علامہ ابن الجوزی اور علامہ یاقوت حموی نے لکھا ہے: ایک مرتبہ حریری بصرہ سے بغداد اس وقت کے عباسی خلیفہ مسترشد باللہ کے پاس حاضر ہوئے، مجلس میں حاضرین نے حریری کا علمی رتبہ معلوم کرنے کے لئے سوالات کی بوچھار کردی، حریری نے ایسے تسلی بخش جوابات دیئے، جن سے نہ صرف ان کی علمی فوقیت کا سکہ مجلس میں جما، بلکہ ان کے علمی تفوق کا شہرہ سن کر وزیر "نوشیرواں" نے انہیں اپنے پاس بلایا، دوران گفتگو "مقامہ حرامیہ" کا تذکرہ آ گیا، حریری نے وہ مقامہ وزیر نوشیرواں کی خدمت میں پیش کیا، اس نے اس مقامہ کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا، اور بہت پسند کیا، مزید اسی طرز پر دوسرے مقامے لکھنے کی درخواست کی؛ حریری نے حکم کی تعمیل میں مزید انچاس مقامے لکھ کر پچاس مکمل کئے۔ (**معجم الادباء**)

بعض حضرات نے واقعے کو طول دیتے ہوئے یہ کہا ہے کہ نوشیرواں کا حکم پا کر حریری بصرہ واپس لوٹے اور چالیس مقامے لکھ کر نوشیرواں کے پاس بھیجے؛ بعض حاسدین نے

نوشیراں سے کہا کہ یہ مقامے حریری کے لکھے ہوئے نہیں ہیں، کیونکہ ان کی عبارت ان کے دیگر رسائل سے مناسبت نہیں رکھتی، بلکہ ان کے گھر آنے والے ایک مہمان کے لکھے ہوئے ہیں، جو انتقال کر گیا ہے، حریری نے اس کے لکھے ہوئے مقامے اپنی طرف منسوب کر کے آپ کے پاس ارسال کر دیئے ہیں؛ اور کہا کہ اگر حریری سچے ہیں تو مجمع عام میں مزید مقامے لکھ کر دکھائیں؟ نوشیرواں نے تحقیقِ حال کے لیے حریری کو بلا کر دریافت کیا، حریری نے کہا: بے شک یہ میرے ہی تحریر کیے ہوئے ہیں، اس کے بعد وزیر نے حریری کو اپنے گھر میں بٹھا کر سابقہ طرز پر مقامے لکھنے کا حکم دیا، چنانچہ چالیس دن تک حریری دیوانِ عام کے ایک گوشہ میں بیٹھے رہے، مقامہ لکھنے کی بہت کوشش کی، کاغذات کے کئی پلندے سیاہ کیے، کافی کاغذ خراب کئے، مگر قسمت کی بات کہ مضمون کی آمد نہ ہوسکی اور سابقہ طرز کا ایک مقامہ تو کیا، ایک ٹکڑا بھی نہ لکھ سکے، حاسدین نے خوب مذاق اڑایا، حتی کہ علی بن مفلح نے آپ کے متعلق یہ اشعار کہے:

شیخ لنا من ربیعة الفرس ینتف عثنونه من الهرس

انطقه الله بالمشان کما رماه وسط الديوان بالخرس

ترجمہ: قبیلہ ربیعۃ الفرس سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک شیخ ہیں، جو غور وفکر کے وقت بال اکھیڑتے ہیں، اللہ تعالی نے انہیں مشان (بصرہ) میں قوت گویائی دی، اسی طرح جس طرح انہیں مجلس کے درمیان گونگا کر دیا۔

حریری بڑے شرمندہ ہوئے اور واپس بصرہ لوٹے، یہاں آ کر آپ نے مشقِ سخن پھر شروع کی، اس بار مضمون کی آمد ہوگئی، سابقہ طرز اور اسلوب پر مزید دس مقامے لکھ ڈالے، اور وہ دس مقامے وزیر نوشیرواں کی خدمت میں اس اطلاع کے ساتھ روانہ کیے کہ آپ کے گھر میں آپ کے خوف وہیبت کی وجہ سے کچھ نہ لکھ سکا تھا؛ پس اس طرح آپ نے یہ پچاس مقامے تحریر کیے۔ (معجم الادباء)

ابن جھور کا خیال ہے کہ علامہ حریری کو مقامات لکھنے کا حکم خود خلیفہ ''مستظہر باللہ'' نے

دیا تھا؛ خلیفہ بڑا علم دوست آدمی تھا، پندرہ سو علماء، فضلاء مستقلاً اس کے دربار میں رہتے تھے؛ مستظہر باللہ نے جب حریری کو مقامات لکھنے کے لیے کہا تو حریری دجلہ وفرات کے ساحل کی طرف نکلے، دجلہ وفرات کے کناروں کے سبزہ زاروں میں ٹہلتے رہے اور وہاں کے قدرتی مناظر کے حسن وبہجت سے پیدا ہونے والی ذکاوت وذہانت کی تازگی، فرورفتہ فکر کی بازیابی اور جمود طاری طبیعت کی رعنائی کا سامان کرتے رہے، اس طرح آپ نے ان دونوں دریاؤں کے ساحلوں میں گھومتے گھومتے دوسو مقامے لکھے، جن میں سے پچاس مقاموں کا انتخاب کیا اور باقی سب ضائع کردیئے، یہ پچاس مقامے لاکر خلیفہ مستظہر باللہ کی خدمت میں پیش کئے اور ان کی نگاہ میں بلند مقام حاصل کیا۔ (شرح المقامات للشریشی)

ابن جہور کی مذکورہ روایت علامہ شریشی نے شرح مقامات میں لکھی ہے، یہ روایت پہلی روایت سے مختلف ہے، بظاہر کوئی تطبیق بھی نہیں ہے۔

علامہ ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں لکھا ہے کہ تاریخ کی متعدد کتابوں میں پہلی روایت ہی مذکور ہے، لیکن ایک بات یہ بھی ہے کہ حریری نے مقامات مسترشد باللہ کے ایک دوسرے وزیر جلال الدین ابوعلی حسن بن علی بن صدقہ کے لئے تصنیف کی تھی۔ (ابن خلکان کہتے ہیں کہ) میں نے یہ بات قاہرہ میں ۶۸۶ھ میں مقامات حریری کے اس نسخے کی پشت پر لکھی ہوئی دیکھی، جو خود حریری کا تحریر کردہ تھا۔ (اس روایت کو ابن خلکان نے اصح اور راجح قرار دیا ہے، کیونکہ یہ خود مصنف کی تحریر کردہ روایت ہے)۔ (وفیات الاعیان ۴/۶۴)

ان سب روایات میں پہلی روایت زیادہ مشہور اور قابل اعتماد ہے، چنانچہ علامہ طاش کبری زادہ نے ''مفتاح السعادۃ'' میں علامہ سیوطی نے ''بغیۃ الوعاۃ'' میں اور حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' میں پہلی روایت کو اختیار کیا ہے۔ اور تاریخ کی متعدد کتابوں میں پہلی بات ہی مذکور ہے۔ (دیکھئے مفتاح السعادۃ ۱/۲۰۷، بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۵۷، کشف الظنون ۲/۷۸۹)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ''مقامات''حریری کی لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے، بلکہ ایک مرتبہ اہل عرب نے کسی قافلے کو گرفتار کرلیا تھا،جس کے مختلف سازوسامان میں اہل مغرب کا ایک تھیلا بھی تھا،جس کو عرب کے لوگوں نے بصرہ لے جاکر فروخت کیا، اس میں ''مقامات'' کتاب بھی تھی، حریری نے اس کو خرید کر دعوی کر دیا کہ یہ میری تصنیف ہے۔ (معجم الادباء) (یہ بے سروپابات ہے، قابل مسترد ہے، مذکورہ بالا معتبر روایات کے سامنے اس قسم کی روایت محض بہتان اور افترا پردازی ہے)

مقامات کی تالیف بزبان حریری

علامہ حریری نے''مقامات'' کے مقدمہ میں کتاب کی تالیف کا جو پس منظر اور سبب بیان کیا ہے، اس سے مذکورہ بالا روایات میں سے پہلی روایت کی تائید ہوتی ہے اور وہی کتاب کی تالیف کا سبب حقیقی بھی ہے؛ چنانچہ مقاموں کی انشاء اور تخلیق کا سبب بیان کرتے ہوئے حریری خود فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں بدیع الزماں علامہ ہمدانیؒ کے مرتب کردہ مقاموں کا بڑا شور تھا، کیونکہ وہ اس فن کے پہلے آدمی ہیں اور انہوں نے عجیب وغریب انداز میں مقامے لکھے ہیں، ان مقاموں کی انشاء انہوں نے ابوالفتح اسکندری کی جانب اور روایت عیسی بن ہشام کی جانب منسوب کی ہے، حالانکہ یہ دونوں فرضی نام ہیں؛ چنانچہ ادب سے عاری اِس دور میں ایک ٹوٹی پھوٹی ادبی مجلس میں علامہ بدیع الزماں کی ''مقامات'' کا تذکرہ چل رہا تھا، اسی اثناء وزیر''نوشیرواں بن خالد'' نے مجھ کو علامہ ہمدانی کے طرز پر مقامات لکھنے کا حکم دیا، میں نے شروع میں اس سلسلہ میں پس وپیش کیا، کیونکہ تصنیف وتالیف بڑی الجھی ہوئی وادی ہے، یہاں کمال علم میں انسان کی حیثیت واضح ہوتی ہے، عقل کی گہرائیوں کو ناپا جاتا ہے، کتاب لکھنے والا

رات میں لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح ہوجاتا ہے، بسا اوقات اس سے غلطی بھی ہوجاتی ہے، اس لیے میں نے معافی چاہی اور وزیر نوشیرواں کو ''عتابی'' کا یہ مقولہ بھی یاد دلایا: **من صنع کتابا فقد استشرف للمدح او الذم، فان احسن فقد استهدف للحسد و الغیبة، و ان اساء فقد تعرض للشتم۔** (یعنی جو شخص کتاب لکھتا ہے، اسے تعریف یا برائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر اس نے کتاب اچھی تیار کی، تو وہ حسد اور غیبت کا نشانہ بنتا ہے، اور اگر بری کتاب لکھی تو وہ ملامت اور گالیوں کا نشانہ بنتا ہے)۔ لیکن چونکہ وزیر کا حکم تھا، اس لئے معافی اور انکار کی گنجائش نہ رہی، چنانچہ میں حکم کی تعمیل میں مقامات لکھنے کے لئے تیار ہوگیا؛ منجمد طبیعت، پژمردہ ذہن، مضمحل فکر اور پریشان کن غموں کی تکلیف کے باوجود میں نے اس پرخار وادی میں قدم رکھا، اور پچاس مقامے تحریر کیے، جو سنجیدہ مزاحیہ کلام، شیریں فصیح الفاظ، فصاحت کی درخشانیوں، اس کے موتیوں، ادب کے نمک پاروں اور اس کے نوادرات پر مشتمل ہیں، آیات قرآنیہ اور بہترین کنایات سے مزین ہیں، مزید عربی مثالوں، ادبی لطیفوں، نحوی پہیلیوں، لغوی مسئلوں، نوایجاد مضامین، شاندار تقاریر، رلانے والی نصیحتوں اور دل بہلانے والی ہنسی کی باتوں سے مرصع ہیں، سارے مضامین ''ابوزید سروجی'' کی زبان سے املا ہیں، روایت ''حارث بن ہمام'' کی طرف منسوب ہے؛ میں نے ان مقاموں میں تنوع مضامین کے ذریعے پڑھنے والوں میں دلچسپی اور چستی پیدا کرنے اور طلب گاروں کی جماعت میں اضافہ کرنے کا ارادہ کیا ہے؛ میں نے اس کتاب میں دیگر شعراء کے صرف چار شعر ذکر کئے ہیں، دو شعر جدا جدا ہیں، جن پر ''مقامہ حلوانیہ'' کی عمارت قائم ہے، اور دو شعر جڑواں ہیں جو ''مقامہ کرجیہ'' کے آخر میں لاحق ہیں، ان کے علاوہ جتنے بھی اشعار اس کتاب میں آئے ہیں، ان کا موجد اور ان کے تلخ و شیریں کو فی البدیہہ کہنے والا میرا ہی ذہن ہے؛ اور مجھے اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ علامہ بدیع الزماں ہمدانی اس سلسلہ کے پہلے آدمی ہیں اور ان ہی سے اس فن کو وجود ملا، لہٰذا ان کے بعد مقامہ لکھنے کی کوشش کرنے والا ان سے ہی استفادہ کرے گا، اور اس فن میں ان کی رہنمائی

سے چلے گا، اگر چہ اسے شاعر ’’قدامہ‘‘ جیسی بلاغت کیوں نہ دے دی جائے؛ اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے ذکر کردہ غیر ضروری کلام میں اور اس میدان میں جس میں میں اترا ہوں اس شخص کی طرح نہیں ہوں گا، جو اپنی موت اپنے پیر سے تلاش کرتا ہو (یعنی خود اپنی موت کے اسباب پیدا کرتا ہو) اور اس شخص کی طرح بھی نہیں ہوں گا جو اپنی ناک خود اپنے ہاتھ سے کاٹتا ہو (یعنی جو خود اپنی بے عزتی کرتا ہو)، اگر ایسا ہوا تب تو میں ایسے لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا، جن کے اعمال خسارے میں ہیں، اور ان کی تگ ودو دنیاوی زندگی میں ہی ناکام ہو گئی اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ کچھ نادان، ناتجربہ کار، تجاہل برتنے والے، حسد اور کینہ رکھنے والے لوگ اس تالیف کی وجہ سے میرا درجہ گرائیں گے، اور یہ بات مشہور کریں گے کہ یہ کتاب شریعت کی ممنوعات میں سے ہے، (کیونکہ اس میں جھوٹے اور من گھڑت واقعات ہیں) لیکن جو شخص چیزوں کو عقل کی آنکھ سے جانچتا ہے اور اصولِ کلام کی بنیادوں پر گہری نظر رکھتا ہے، وہ ان مقاموں کو افادات کی لڑی میں منسلک کرے گا، (یعنی مقاموں میں بیان کئے گئے واقعات اگر چہ فرضی اور جھوٹے ہیں، مگر ہمارا مقصد ان سے طلبہ کو سبق سکھانا، ان کو ادب کی تعلیم دینا اور ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا ہے، اس لیے تعلیم کے بنیادی اصولوں پر گہری نظر رکھنے والا ان مقاموں کو فوائد کی لڑی میں پروئے گا، اور انہیں مفید اور کارآمد سمجھے گا)۔ اور آج تک ایسا شخص معلوم نہیں ہوا کہ جس نے ان حکایتوں کو برا سمجھا ہو یا کسی بھی زمانے میں ان حکایتوں کے راویوں کو گنہگار ٹھہرایا ہو؛ پھر جبکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور نیتوں ہی سے دینی معاملات قائم ہوتے ہیں، لہٰذا اس شخص پر کیا حرج ہے، جس نے نمکین باتیں ملمع سازی کے لیے نہیں بلکہ غفلت سے بیدار کرنے کے لئے تحریر کی ہیں؟ اور ان کے ذریعہ غلط باتوں سے قطع نظر اصلاحِ اخلاق کا ارادہ کیا ہے؟ اور میں اس تصنیف کے سلسلہ میں اس شخص کے درجے میں ہوں، جو تعلیم کے لئے آگے بڑھا ہو یا جس نے سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کی ہو؛ اور ان تمام تکالیف کے باعث جو میں نے اس کتاب کی تصنیف میں

اٹھائی ہیں، میں نفسانی خواہش کو برداشت کرنے پر راضی ہوں (الزام برداشت کروں یا دل کی خواہش دل میں رکھوں) اور اس تالیف سے اس طرح چھٹکارا پالوں کہ نہ میرا کوئی نفع ہو اور نہ نقصان، اور میں اپنے ارادے میں اللہ ہی سے طاقت حاصل کرتا ہوں، اور عیب لگانے والی چیزوں سے حفاظت چاہتا ہوں اور اس چیز کی رہنمائی طلب کرتا ہوں جو خیر کا راستہ بتادے، کیونکہ وہی پناہ گاہ ہے، اور مدد صرف اسی سے حاصل ہوتی ہے، اس کے علاوہ نہ کسی سے توفیق حاصل ہوتی ہے اور نہ اس کے سوا کوئی جائے پناہ ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں متوجہ ہوتا ہوں، ہم سب اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور وہی بہترین مددگار ہے۔ (مقدمہ مقامات حریری)

مقامات کی روایت اور مرکزی کردار

علامہ حریری نے مقامات میں دو آدمیوں کو مستقل رکھا ہے، ایک قصہ کا راوی اور حکایت کرنے والا، دوسرا قصہ کا ہیرو اور مرکزی کردار ادا کرنے والا، قصے کے راوی کا نام ''حارث بن ہمام'' ہے، جس سے خود مصنف کی ذات مراد ہے؛ حارث کے معنی ہیں کھیتی کرنے والا، کسب کرنے والا، اور ہمام کے معنی ہیں اپنے کاموں کی طرف توجہ دینے والا، ظاہر ہے کہ اس دنیا میں ہر آدمی حارث بھی ہے اور ہمام بھی؛ علامہ سیوطی نے الجامع الصغیر میں حدیث نقل کی ہے: **اصدق الاسماء حارث و همام**۔ (الجامع الصغیر ۱/ ۲۲۴) یعنی حارث اور ہمام سچے نام ہیں۔

ہیرو اور مرکزی کردار ادا کرنے والے کا نام ''ابوزید سروجی'' ہے؛ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک فرضی نام ہے، مسجد بنی حرام میں جس شخص نے خطبہ دیا تھا اور بہترین تقریر کی تھی، حریری نے اپنی طرف سے اس کا نام ابوزید سروجی رکھ دیا؛ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ علامہ

حریری ہی کے زمانے کے ایک ادیب ''مطہر بن سلام'' کی کنیت ہے، چنانچہ علامہ قطفی اپنی مشہور کتاب ''انباہ الرواۃ'' میں لکھتے ہیں کہ ابوزید سروجی سے مراد مطہر بن سلام کی شخصیت ہے، یہ ایک لغوی اور نحوی شخص تھا، جس نے بصرہ میں رہ کر حریری سے علم حاصل کرنے کو اپنا مشغلہ بنایا، اور ایک مدت تک آپ کے فیض صحبت سے مستفید ہوتا رہا، ۵۴۰ھ میں بصرہ میں اس کی وفات ہوئی، حریری نے اس کو اپنی کتاب ''مقامات'' کا مرکزی کردار قرار دیا۔ (انباہ الرواۃ ۳/۲۷۶) لیکن پہلی بات زیادہ مشہور ہے اور قرائن کی روشنی میں دل کو لگتی ہے کہ یہ ایک فرضی نام ہے، جس طرح حارث ابن ہمام فرضی نام ہے۔

مقامات کا طرز و اسلوب

مضامین کا اسلوب اس طرح ہے کہ حارث بن ہمام اور ابوزید سروجی کی آپس میں شناسائی ہوتی ہے، ابوزید ایک انتہائی چالاک، شاطر، فصیح و بلیغ اور حاضر جواب شخص ہے، کبھی کسی ادبی مجلس، کبھی عدالت، کبھی سفر، کبھی حضر اور کبھی بادشاہوں کے دربار میں حارث کی ابوزید سے ملاقات ہوتی ہے، اور ہر جگہ ابوزید سروجی کوئی ادبی کارنامہ انجام دیتا ہے، حارث ہر جگہ اسے دیکھتا ہے اور ہر مجلس میں اس کی باتیں سنتا ہے اور جو کچھ اس کے بارے میں معلوم ہوتا ہے لوگوں کو بتاتا جاتا ہے؛ بالآخر ابوزید سروجی ہر مقامے میں اپنا مقصد پورا کر کے رفو چکر ہو جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان ابتدائی ملاقات اور پہچان یمن کے مشہور شہر ''صنعاء'' میں ہوتی ہے، جہاں ابوزید سروجی ایک مجمع سے خطاب کرتے ہوئے حارث کو ملتا ہے، اس کے بعد ہر مقامہ میں مختلف مواقع میں دونوں کی ملاقات ہوتی رہتی ہے، سارے مقامے دونوں کی ملاقات کے اردگرد ہی گھومتے ہیں؛ ابوزید سروجی کا کردار ہر جگہ شاطرانہ ہے، وہ کلام کی تمام

اصناف پر قادر ایک زبردست ادیب ہے، عربی نظم ونثر دونوں پر یکساں قدرت رکھتا ہے، اور اپنے نثری ونظمی کلام سے ہر جگہ لوگوں کو مسحور کرتا ہے؛ لیکن اس کے قول وفعل میں مکمل تضاد پایا جاتا ہے، ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ، ہر جگہ منافقانہ کردار ادا کرتا ہے، البتہ آخری مقامے میں جاکر اس کا کردار تبدیل ہوجاتا ہے، اور وہ اپنی شاطرانہ چال سے توبہ واستغفار کرتا ہے، سابقہ جھوٹ اور مکر وفریب پر ندامت کے آنسو بہاتا ہے، اور رب کے حضور گڑگڑا کر یہ اشعار پڑھتا ہے:

استغفر الله من ذنوب افرطت فیهن واعتدیت
فلیتنی کنت قبل هذا نسیا ولم اجن ما جنیت
فالموت للمجرمین خیر من المساعی اللتی سعیت
یارب عفو فانت اهل للعفو عنی وان عصیت

(۱) میں اللہ سے ان گناہوں کی مغفرت طلب کرتا ہوں جن میں مجھ سے زیادتی ہوئی اور میں نے حد سے تجاوز کیا۔

(۲) کاش کہ اس جرم سے پہلے ہی میں نیست ونابود ہوجاتا اور ان جرائم کا مرتکب نہ ہوتا جو مجھ سے سرزد ہوئے۔

(۳) کیونکہ مجرموں کے لئے موت ہی بہتر ہے ان حرکتوں کے مقابلہ میں جو میں نے کیں۔

(۴) اے میرے رب! مجھے معاف فرمادے، میں اگرچہ گنہگار رہوں لیکن صرف آپ ہی معافی قبول کرنے کے اہل ہیں۔

حارث کو جب معلوم ہوتا ہے کہ ابوزید سروجی نے اپنی سابقہ روش سے توبہ کرلی ہے اور واقعتہً زہد وتقویٰ کی راہ اختیار کرلی ہے، تو وہ اس سے ملاقات کرنے کے لیے ''سروج'' کا

سفر کرتا ہے، جا کر دیکھتا ہے کہ ابوزید سروجی حقیقتاً بالکل تبدیل ہو چکا ہے، اس نے اب نئی زندگی اختیار کر لی ہے، جبین نیاز پر سجدوں کے نشانات نمایاں ہیں، ہمہ تن عبادت میں مشغول رہتا ہے؛ اور پھر رات کو نماز تہجد سے فراغت کے بعد اپنی گزشتہ زندگی کے ضائع ہونے پر ایسے دردناک اشعار گنگناتا ہے کہ حارث بھی رو پڑتا ہے، یہ اشعار ایک ولولہ انگیز نظم کی صورت میں ہیں، چند اشعار ملاحظہ ہوں:

واندب زمانا سلفا سودت فيه الصحفا
ولم تزل معتكفا على القبيح الشنع
كم ليلة اودعتها ماثما ابدعتها
لشهوة اطعتها في مرقد و مضجع
وكم خطا حثثتها في خزية احدثتها
وتوبة نلثتها لملعب ومرتع
واعتبرى بمن مضى من القرون وانقضى
واخشى مفاجاة القضا وحاذرى ان تخدعى
يامن عليه المتكل قد زاد مابى من وجل
لما اجترحت من زلل في عمرى المضيع
فاغفر لعبد مجترم وارحم بكاه المنسجم
فانت اولى من رحم وخير مدعو دعى

ترجمہ: اس گزشتہ زمانے پر آنسو بہا جس میں تو نے کاغذ سیاہ کیے اور ایک ناپسندیدہ کام میں مشغول رہا؛ کتنی راتیں ایسی رہیں جن میں تو گناہوں کا ارتکاب کرتا رہا، اور آرام گاہ وعشرت کدے میں خواہش نفس کا غلام بنا رہا؛ کتنے ہی قدم تو نے ایسی رسوائی میں اٹھائے جس کو

تو نے ایجاد کیا اور توبہ کے کتنے مواقع تھے جو کھیل کود کی وجہ سے تو نے ضائع کر دیئے؛ ان لوگوں سے عبرت حاصل کر جو گزر کر ختم ہو گئے اور اچانک کی موت سے ڈر اور دھوکہ کھانے سے محتاط رہ؛ اے بھروسے والی ذات! مجھ سے ضائع ہو جانے والی عمر میں جو لغزشیں سرزد ہوئیں اب ان کی وجہ سے میرا خوف بڑھ گیا ہے، اس لیے اس گنہگار بندے کی مغفرت فرما، اس کے آبدیدہ اور رونے پر رحم فرما، کیونکہ آپ ہی رحم کے زیادہ سزاوار اور بہترین پکارے جانے والے ہیں۔

حارث بن ہمام جب ابوزید سروجی کے یہ دردناک اشعار سنتا ہے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں، ابوزید کی اقتداء میں نماز فجر ادا کرتا ہے اور واپسی کی تیاری کرتا ہے؛ حارث کہتا ہے:

ثم دنوت اليه كما يدنو المصافح وقلت اوصني ايها العبد الصالح فقال اجعل الموت نصب عينك وهذا فراق بيني وبينك فودعته وعبراتي يتحدرن من الماقي وزفراتي يتصعدن من التراقي وكانت هذه خاتمة التلاقي۔ (المقامة الخمسون)

ترجمہ: پھر میں ابوزید کے قریب ہوا جس طرح مصافحہ کرنے والا قریب ہوتا ہے اور میں نے کہا: اے نیک بندے! مجھے کچھ نصیحت کر دیجئے، تو اس نے کہا: موت کو پیش نظر رکھیں، اور آج یہ میری اور آپ کی جدائیگی ہے؛ چنانچہ میں نے اس کو نم آنکھوں کے ساتھ الوداع کہا، اس حال میں کہ سینے سے ٹھنڈی آہیں اٹھ رہی تھیں اور یہ ہماری آخری ملاقات تھی۔

اس طرز مضمون کے مجموعہ سے حریری نے یہ سبق بھی دینا چاہا ہے کہ اگر کسی انسان کی زندگی گناہوں کے کاموں میں گزر جائے تو اسے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ فوراً اللہ کے حضور توبہ واستغفار کرنا چاہیے، گزری ہوئی زندگی پر صرف افسوس کرتے رہنا کوئی عقلمندی نہیں ہے، اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے، اس کے یہاں توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے،

بس بندے کے اندر احساس کا مادہ ہونا چاہیے، پھر دیکھئے! اللہ کی نوازشیں کس طرح ہوتی ہیں؛ نیز اصل زندگی رجوع الی اللہ اور زہد وتقویٰ ہے، جو اس راہ پر چلے گا وہی کامیاب ہے، باقی سب انسان خسارے میں ہیں۔ کہانی کا اختتام کرتے ہوئے ایک قیمتی نصیحت یہ بھی کردی کہ موت ایک اٹل حقیقت ہے، پتہ نہیں کس کی زندگی کا سفر کب ختم ہوجائے، کہاں ختم ہوجائے، لہٰذا موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہئے۔

حریری کے ان پچاس مقاموں میں بہت سی مفید باتیں، قیمتی نصیحتیں، سبق آموز عبرتیں، عبادات، معاملات، رہن سہن کے طور وطریقے، بھائی چارہ اور محبت کے رہنما اصول، کسب معاش کے راستے، غرض بہت سے جواہرات اور قیمتی موتی ملیں گے، جو بہترین زندگی گذارنے میں معاون ثابت ہوں گے؛ بس ذوق نظر، فکر اور احساس کا مادہ ہونا چاہئے، اہل فکر ونظر اور ارباب ذوق کے لئے ان پچاس مقاموں میں بہت کچھ عبرت ونصیحت کا سامان مل سکتا ہے، دل میں درد اور طبیعت میں احساس ہو تو برگ گل کو دیکھ کر عبرتیں حاصل کی جاسکتی ہیں، ارباب بصیرت کے لیے گھاس کی ایک پتی بھی صحیفۂ فطرت سے کم نہیں ہے۔

مقامات کی ترتیب اور موضوع کا تعین

علامہ حریری نے مقامات میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہر دس کا پہلا مقامہ ''زہدیہ'' ہے، ہر دس کا چھٹا مقامہ ''ادبیہ'' ہے، اور ہر دس کا پانچواں اور دسواں مقامہ ''ہزلیہ'' اور ''مزاحیہ'' ہے؛ چنانچہ پہلے مقامے میں زہد وتقوی پر مشتمل ایک ولولہ انگیز تقریر ہے، جس میں انسان کو اس کی غفلت سے بیدار کرتے ہوئے آخرت کی تیاری اور اس کی فکر کی دعوت دی گئی ہے؛ اسی طرح دوسری دہائی کے پہلے مقامے یعنی گیارہوے میں بھی ایک ولولہ انگیز تقریر ہے۔

ہر دہائی کا چھٹا مقامہ ادبی ہے، جس میں علامہ حریری کسی خاص ادبی صنعت کا مظاہرہ

کرتے ہیں، چنانچہ چھٹے مقامے میں آپ نے ایک خط لکھا ہے، جس میں پہلے کلمے کے تمام حروف غیر منقوط اور دوسرے کلمے کے تمام حروف منقوط ہیں، جس کی ابتدا اس طرح ہے: **الکرم ثبت اللہ جیش سعودک یزین، واللؤم غض الدھر جفن حسودک یشین الخ۔**

دوسری دہائی کا چھٹا مقامہ یعنی سولہوے میں ایک دوسری ادبی صنعت کا مظاہرہ کیا ہے، اس میں ایسے جملے لائے ہیں، جنہیں الٹا پڑھا جائے تو بھی حروف کی وہی ترتیب ہے جو سیدھا پڑھنے میں ہے، یعنی حروف کی ترتیب شروع اور آخر سے ایک ہی جیسی ہے؛ چند جملے ملاحظہ ہوں: **ساکب کاس -لم احامل - کبر رجاء اجر ربک۔** ان جملوں کو آخر سے پڑھا جائے یا شروع سے حروف کی ترتیب ایک ہی رہے گی، اس طرح کے کئی جملے ذکر کئے ہیں۔

تیسری دہائی کا چھٹا مقامہ یعنی چھبیسوے مقامے میں ایک حیرت انگیز ادبی صنعت پر مشتمل خط لکھا ہے، وہ خط ایسے کلمات پر مشتمل ہے کہ ہر کلمہ کا ایک حرف نقطوں والا اور دوسرا حرف غیر منقوط ہے، چند کلمات ملاحظہ ہوں: **اخلاق سیدنا تحب، وبعقوتہ یلب، وقربہ تحف، ونایہ تلف، وخلتہ نسب، وقطیعتہ نصب، وغربہ ذلق، وشھبہ تاتلق۔**

آخری دہائی کا چھٹا یعنی چھیالیسوے مقامے میں مختلف ادبی صنعتوں کے حامل اشعار پیش کیے ہیں؛ چنانچہ دس شعر ایسے لائے ہیں، جن کے تمام حروف غیر منقوط ہیں، ابتدائی دوشعر ملاحظہ ہوں:

اعد لحسادک حد السلاح — واورد الآمل ورد السماح

وصارم اللھر وصل المھا — واعمل الکوم وسمر الرماح

اس کے بعد چھ ایسے شعر پیش کئے ہیں جن کے تمام حروف منقوط ہیں، دوشعر ملاحظہ ہوں:

فتنتنی فجننتنی تجنی — بتجن یفتن غب تجنی

شغفتني بجفن ظبي غضيض غنج يقتضي تغيض جفني

اس کے بعد پانچ ایسے شعر لائے ہیں، جن میں ایک کلمہ منقوط اور دوسرا غیر منقوط ہے، دو شعر ملاحظہ ہوں:

اسمح فبث السماح زين ولا تخب آملا تضيف
ولا تظن الدهور تبقي مال ضنين ولو تقشف

ایک ادبی صنعت ''بظاہر غلط بباطن صحیح'' کے نام سے ہے، جس کو عربی زبان وادب میں بڑی وسعت دی گئی ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ عبارت کے معنی بظاہر غلط معلوم ہوں لیکن واقع میں صحیح ہوں، علامہ حریری نے بہت سی جگہ اس صنعت کا بھی استعمال کیا ہے، اور مقامات میں اس صنعت کے ضمن میں سو فقہی سوالات و جوابات آ گئے ہیں، جوابات تمام تر بظاہر غلط معلوم ہوتے ہیں، لیکن واقع میں صحیح ہیں؛ مثلا ایک سوال ہے کہ اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد ''نعل'' کو چھولے تو کیا حکم ہے؟ جواب دیا ہے کہ وضو ٹوٹ جائے گا؛ بظاہر غلط جواب ہے، کیونکہ نعل عربی زبان میں جوتے کو کہتے ہیں، یہی معنی زیادہ متداول ہیں، اور جوتے کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے؛ لیکن نعل عورت کو بھی کہتے ہیں، اور شوافع کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس طرح اس ادبی صنعت پر مشتمل حریری نے مقاموں میں سو (۱۰۰) فقہی سوالات و جوابات ذکر کئے ہیں، اور شاید مقدمے میں ''الفتاوی اللغوية'' سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

مقامات حریری کا زمانۂ تالیف

شیخ ہبۃ اللہ بن فضل فرماتے ہیں کہ مقامات حریری کی تالیف ۴۹۵ھ میں شروع ہوئی اور ۵۰۴ھ میں پایۂ تکمیل کو پہنچی؛ واضح رہے کہ اس میں تاریخِ ابتدا کے متعلق تو قول صحیح ہے، کیونکہ شہر سروج ۴۹۰ھ میں فتح ہو چکا تھا، لیکن تاریخ اختتام علامہ ابن اثیر کے قول کی بنا پر درست معلوم نہیں ہوتی، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ''اسدی دبیس'' ۵۰۳ھ میں بچہ تھا، حالانکہ مقامات میں اس کا ذکر موجود ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقامات کی تالیف کے وقت وہ صرف عاقل و بالغ ہی نہیں بلکہ اس زمانے کی مشہور و معروف شخصیات میں تھا۔ (الکامل فی التاریخ لابن اثیر)

مقامات حریری کا درس وتدریس

علامہ طاش کبری زادہ اور مؤرخ ابن خلکان وغیرہ نے اپنی تواریخ میں نقل کیا ہے کہ مقامات کے سات سو نسخے خود مصنف نے اپنے ہاتھ سے لکھے اور وہ سب آپ کے سامنے پڑھے بھی گئے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ طلبہ کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے مقامات پڑھی ہے، جن میں آپ کے تینوں صاحبزادے (نجم الدین عبداللہ، ضیاء الاسلام عبیداللہ، ابوالعباس) شرف الدین علی بن طراز مینی، قوم الدین علی بن صدقہ، ابن المائدان، ابن المتوکل اور ابن النقو دوغیرہ قابل ذکر ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے شیخ ابوسعید محمد بن علی بن عبداللہ عراقی الحلی کے متعلق لکھا ہے: قرأ المقامات علی الحریری و شرحھا۔ کہ انہوں نے بھی مقامات خود علامہ حریری سے پڑھی اور اس کی شرح بھی لکھی۔ (مفتاح السعادۃ،

وفیات الاعیان، بغیۃ الوعاۃ)

علامہ شریشی فرماتے ہیں کہ اندلس کے علماء وادباء کی ایک جماعت حریری کے پاس بغداد آئی، جس میں حسن بن علی بطلیوسی، حجاج بن یوسف قضاعی اور ابوالقاسم عیسی بن جھور وغیرہ تھے، انہوں نے حریری سے آپ کے مکان میں مقامات پڑھی اور پھر اپنے شہر لوٹ کر علماء وادباء کو پڑھائی، انہوں نے اس کو آگے روایت کیا اور کتابوں میں محفوظ کیا، شروحات وتراجم لکھے، مدرسوں میں داخل نصاب کیا۔ (شرح المقامات للشریشی)

بعد کے ادوار میں بھی حریری کا یہ لگایا ہوا پودا خوب تناور ہوا، اور مقامات حریری کے درس وتدریس کا سلسلہ مسلسل جاری رہا، ہر زمانے میں اس کتاب کو گونا گوں خوبیوں کی بنا پر عربی زبان وادب کے ایک نادر سرمایہ کے طور پر قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا، بہت سے اسلامی مدارس اور جامعات میں یہ کتاب شاملِ نصاب ہوئی، حتی کہ آج بھی برصغیر کے اکثر مدارس اور عرب کی بہت سی جامعات میں اس کتاب کا درس وتدریس جاری ہے، اور بہت سی جامعات میں اس کو زبانی یاد کرنے کا بھی اہتمام ہے۔

عربی زبان وادب میں مقامات حریری کا مقام ومرتبہ

علامہ حریری کے لکھے ہوئے مقاموں کو عربی زبان وادب میں بلند رتبہ حاصل ہے، صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی مقامات حریری کی دل کش عبارات، ترکیبوں کا حسن، معانی کی کیاریوں کی تازگی وسرسبزوشادابی اور ان میں ودیعت کردہ علم بدیع کی صنعتوں کا گلستاں آج بھی مہکتا اور لہلہا رہا ہے۔

علمی دنیا میں مقامات حریری کی شہرت ومقبولیت، بلند مقام ومرتبہ اور عربی زبان و

ادب میں اس کی اہمیت کے سلسلہ میں علامہ یاقوت حموی فرماتے ہیں: مقامات حریری کو جو سعادت واقبال حاصل ہے، وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہے، اس میں بلاغت وجودت کی حقیقت ہے، الفاظ کا دائرہ وسیع ہے، فصاحت وبلاغت اس کے تابع ہے، گویا حریری کے ہاتھوں میں اس کی باگ ڈور ہے، وہ جس قسم کے الفاظ اور ترتیب چاہتے ہیں منتخب کر لیتے ہیں، حتی کہ اگر وہ اس کے معجز ہونے کا دعوی کریں تو کوئی شخص اس کی تردید نہیں کر سکتا۔ مشہور مؤرخ استاذ نکلسن کہتے ہیں: مقامات حریری اہل بصرہ کے لیے ان کے آثار قدیمہ، تہذیب وتمدن اور زبان کی ایک بے مثال یادگار ہے۔ (معجم الادباء)

ڈاکٹر زکی مبارک اپنی کتاب "النثر الفنی فی القرن الرابع" میں لکھتے ہیں: جو لوگ فن مقامات سے متأثر ہیں، ان کے آثار کی طرف رجوع کرتے وقت ہم ان کو عموما حریری کا شاگرد پاتے ہیں، کیونکہ اکثر لوگوں نے حریری کی طرح لفظی تحسین وتزئین اور صنائع وبدائع کا اہتمام کیا ہے، لیکن اس کے باوجود بہت ہی کم لوگ ان کے فطری طرز سے مانوس ہوئے۔ (النثر الفنی فی القرن الرابع)

مشہور مفسر اور ادیب علامہ زمخشریؒ کا علم وادب اور عربی لغت میں ایک خاص مقام ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں ہے، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں مقامات حریری کے متعلق علامہ زمخشری کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

اقسم باللہ وآیاته ومشعر الحج ومیقاته
ان الحریری حری بان تکتب بالتبر مقاماته
معجزة تعجز کل الوری ولو سروا فی ضوء مشکاته

(کشف الظنون ۱۷۸۶/۲)

ترجمہ: میں اللہ تعالی، اس کی نشانیوں اور مزدلفہ اور میقات حج کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حریری کے مقامات اس لائق ہیں کہ ان کو سونے سے لکھا جائے، وہ مقامے ایسے ہیں جو تمام

مخلوق کو عاجز کر دیتے ہیں، اگر چہ وہ حریری کے چراغ کی روشنی میں چلے۔

ساتویں صدی کے مشہور نحوی عالم ''ابوالفتح مطرزی'' مقامات حریری کے متعلق فرماتے ہیں: **انی لم ار فی کتب العربیة والادب ولا فی تصانیف العجم والعرب کتابا احسن تالیفا واعجب تصنیفا واغرب ترصیفا واشمل العجاء العربیة واجمع الغرائب الادبیة۔۔ من المقامات اللتی انشاھا الحریری انشاء فاخر وکتاب باھر، وتصنیف عجیب معجز۔** (کشف الظنون ۲/۱۷۸۶)

ترجمہ: عربی زبان وادب کی کتابوں میں اور عجم وعرب کی تصانیف میں میری نظر سے کوئی ایسی کتاب اب تک نہیں گذری، جو مقامات حریری کے مقابلہ میں تصنیف وتالیف اور ترتیب کے اعتبار سے زیادہ حسین اور عجیب وغریب ہو، یا عربی عجائب اور ادبی نوادرات کو زیادہ جامع ہو؛ علامہ حریری کی لکھی ہوئی مقامات ایک فخریہ پیشکش، ایک مشہور کتاب اور ایک عجیب وغریب معجزانہ تصنیف ہے۔

علامہ شریشی کہتے ہیں کہ مقامات کا پہلا نسخہ جب بغداد پہنچا، تو خوش نویس اس کی کتابت کرتے کرتے تھک گئے اور ہر علاقے کے علماء اور ادباء نے اس کو پڑھا اور داد تحسین دی، تمام عربی علاقوں کے مدارس وجامعات نے اس کو اپنے نصاب تعلیم میں شامل کیا اور درسا پڑھانے لگے، یہاں تک کہ اس کتاب کو اتنی شہرت ملی کہ محفلوں اور جلسوں میں اس کے تذکرے ہونے لگے، بلکہ حریری کی زندگی میں ہی اس کتاب کی شہرت اندلس تک جا پہنچی تھی۔ (شرح المقامات للشریشی)

مقامات حریری کے تراجم اور شروح وحواشی

مقامات حریری اپنی ہمہ گیر ادبیت اور جامع معنویت کے لاتعداد محاسن اور خصوصیات

کی بنا پر ہر زمانے میں فضلاء اور ادباء کی محورِ نظر اور مرجع التفات رہی ہے، کوئی زمانہ اس کی اہمیت وافادیت سے خالی نہیں گذرا؛ عربی، فارسی، ترکی، عبرانی، فرانسیسی، جرمنی، انگریزی، لاطینی اور اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ، شرح اور تحشیہ کا کام ہوا ہے، عربی زبان میں بہت ساری شروحات اور حاشیے لکھے گئے؛ اسی طرح اردو زبان میں کئی ساری شروحات اور ترجمے دستیاب ہیں؛ ڈی ساسی نے ۱۸۲۲ء میں مقامات کو فرانسیسی شرح کے ساتھ دو جلدوں میں پیرس سے شائع کیا، ۱۸۴۷ء میں ایک دوسری فرانسیسی شرح کے ساتھ طبع ہوئی؛ سٹانیجاس نے ۱۸۹۶ء میں مقامات کو انگریزی شرح کے ساتھ لندن سے شائع کیا، برطانیہ کے ایک عجائب خانہ میں مقامات کا ایک نسخہ نقش ونگار سے آراستہ اور تقریبا ۸۱ رنگین تصویروں سے مزین ۶۵۴ھ کا لکھا ہوا موجود ہے، ایک انگریز نے انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ کیا ہے، جو ۶۰۰ سے زائد صفحات پر ۱۸۵۰ء میں لندن سے طبع ہوا ہے، شنزی وغیرہ نے بھی انگریزی میں ترجمہ کر کے ایک مقدمہ اور شرح کے ساتھ تقریبا ایک ہزار صفحات پر مشتمل دو جلدوں میں ۱۸۹۸ء میں لندن سے شائع کیا؛ لاطینی زبان میں اس کا ترجمہ تین جلدوں میں ۱۸۳۲ء میں ہمسبرگ سے شائع ہوا؛ فارسی زبان میں محمد شمس الدین نے ترجمہ کیا ہے، جو ۱۲۲۳ھ میں ہندوستان کے مشہور شہر لکھنؤ سے طبع ہوا؛ ترکی زبان میں ترجمہ قسطنطنیہ سے چھپا ہے؛ رکرت تشتری نے ۱۸۶۷ء میں جرمنی زبان میں ترجمہ کیا؛ اور بعض حضرات نے عبرانی زبان میں بھی ترجمہ کیا ہے؛ اس کے علاوہ یورپ کے کتب خانوں میں مقامات کے بہت سے قلمی نسخے شروح وحواشی کے ساتھ پائے جاتے ہیں، حتی کہ علامہ شریشی کہتے ہیں کہ مغرب ومشرق میں کوئی لائبریری ایسی نہیں ہے، جس میں بکثرت مقامات کے نسخے اور اس کی شروحات نہ ہوں، صرف مصر کی ایک لائبریری میں ۲۸ مخطوطے ہیں، جو خوبصورت قلمی کتابت سے مزین ہیں، اور کئی نسخے ایسے بھی ہیں جن پر مصنف کے توثیقی دستخط ہیں۔ (شرح المقامات للشریشی)

مقامات حریری کی چند عربی اور اردو شروحات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سن وفات
۱	التنقیب علی ما فی المقامات من الغریب	ابن ظفر محمد بن عبداللہ مکی مالکی	۶۶۵ھ
۲	الموضح	تاج الدین نعمان بن ابراھیم زرلوجی	۶۴۵ھ
۳	التوضیح	صدرالافاضل قاسم بن حسن خوارزمی	۶۱۷ھ
۴	شرح ماغمض من الالفاظ اللغویة من المقامات الحریریة	ابوالبقاء عبداللہ بن حسن عکبری	۶۱۶ھ
۵	الافصاح	ابوالفتح ناصر بن عبدالرحمن مطرزی	۵۸۴ھ
۶	التعلیقات العربیة	شیخ محمد ادریس کاندھلوی	۱۳۹۴ھ
۷	مغافی المقامات فی معانی المقامات	ابوسعید محمد بن عبدالرحمن بندھی	۵۸۴ھ
۸	نهایة المقامات فی درایة المقامات	شیخ یوسف بن یحییٰ تاوَلی	بعد ۵۴۰ھ
۹	غرر المعانی	ابوالمعالی مظفر بن سعدالدین	
۱۰	المرآة لکشف معانی المقامات	ابوالامداد حکمت شاہ کاکاخیل	
۱۱	النکت المفهات فی شرح المقامات	مہذب الدین ابوالحسن علی بن حسن خلوتی	
۱۲	شرح المختار	ہارون سلوستری	
۱۳	شرح مقامات	ابوسعید بن عبداللہ عراقی الحلی	۵۶۱ھ
۱۴	شرح مقامات	ابوعبداللہ محمد بن علی الحلی	۵۸۰ھ
۱۵	شرح مقامات	ابوالمظفر محمد بن اسعد حنفی	۵۶۷ھ
۱۶	شرح مقامات	احمد بن داوَد بن یوسف جذامی	۵۹۸ھ
۱۷	شرح مقامات	ابوبکر محمد بن عبداللہ قرطبی	
۱۸	شرح مقامات	علی بن حسن نحوی معروف بشمیم حلی	۶۰۱ھ
۱۹	شرح مقامات	ابوجعفر احمد بن محمد نحوی	۸۳۸ھ
۲۰	شرح مقامات	شمس الدین محمد مغربی طلبی	

۲۱	شرح مقامات	ابن المعلم محمد بن ابی القاسم جبائی	بعد ۶۹۱ھ
۲۲	شرح مقامات	ابوالخیر سلامہ بن عبدالباقی نحوی	۵۹۰ھ
۲۳	شرح مقامات	صفی الدین بن عبدالکریم بغوی بعلبکی	۶۰۰ھ
۲۴	شرح مقامات	موفق الدین عبداللطیف بن یوسف بغدادی	۶۲۹ھ
۲۵	شرح مقامات	قاسم بن القاسم واسطی	
۲۶	شرح مقامات	ابوالبرکات عبدالرحمن انباری	۵۷۷ھ
۲۷	شرح مقامات	ابوالعباس احمد بن عبدالمومن شریشی	۶۱۹ھ
۲۸	شرح مقامات	نجم الدین سلمان بن عبدالقوی حنبلی	۷۱۰ھ
۲۹	شرح مقامات	فخر الدین احمد بن محمد، ابن الصاحب	۷۸۸ھ
۳۰	شرح مقامات	ابوالعباس احمد بن مظفر رازی	بعد ۵۴۰ھ
۳۱	شرح مقامات	شہاب الدین احمد بن محمد حجازی	
۳۲	شرح مقامات (بیس جلد)	تاج الدین علی بن انجبین بغدادی	۶۷۴ھ
۳۳	شرح مقامات	ابوالنجا نجم الدین عبدالغفار اسماعیل	
۳۴	شرح مقامات	تاج العلماء نجف علی بن عظیم الدین	۱۰۹۵ھ
۳۵	تشریحات شرح مقامات (اردو)	مولانا محمد نور حسین قاسمی	
۳۶	انموذج بے نظیری	بنی احمد خان شادرامپوری	
۳۷	افادات	مولانا ظہور الدین عیش سنبھلی	
۳۸	افاضات	مولانا محمد افتخار علی	
۳۹	الکمالات الوحیدیة	مولانا قاری جمشید علی سہارنپوری	
۴۰	درس مقامات حریری	ابن الحسن عباسی	
۴۱	تیسیر مقامات	مفتی عبدالغفور پاکستان	
۴۲	دروس مقامات	مولانا صادق الامین عزیزی	

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔